

نہ ہوتی تو اس کی جگہ دوسری لے لیتی۔ نتیجہ دونوں کا ایک ہے یعنی رنج و ملال

۳۔ لغات۔ ورع : پرہیزگاری

رصواں : بہشت کا دربان۔

**شرح :** غالب اکثر اپنے شعروں میں بعض باتیں مقدر چھوڑ جاتے ہیں، جو بیک نظر واضح ہو جاتی ہیں۔ اس شعر میں بھی ایک حصہ مقدر ہے، یعنی ہم نے محبوب کے دربان کی ہزاروں منتیں کیں۔ اس سے مسلسل التجائیں کرتے رہے۔ محبوب سے دلی عقیدت و پرستاری کا واسطہ دیتے رہے، مگر اس نے کوئی بات نہ سنی اور ہمیں بار کا موقع ہی نہ دیا۔ کاش، رعنواں محبوب کے گھر کا دربان ہوتا، کیونکہ وہ تو تقویٰ اور پرہیزگاری میں ایک عمر گزار دینے کے بعد بہشت کے اندر داخلے کی اجازت دے دیتا ہے۔ اگر اسے محبوب کے گھر کی دربانی کا منصب حاصل ہوتا تو یقیناً ہم سے وہ سلوک نہ کرتا، جو محبوب کے دربان نے کیا۔



۱۔ شرح :- خواجہ حالی  
اس شعر کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

نہ تھا کچھ تو خدا تھا، کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا  
ڈبویا مجھ کو ہونے نے، نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا  
ہوا جب غم سے یوں بے حس تو غم کیا سر کٹنے کا  
نہ ہوتا اگر جدا تن سے، تو زانو پر دھرا ہوتا  
ہوئی مدت کہ غالب مر گیا پر یاد آتا ہے  
وہ سہراک بات پر کہنا، کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا  
اگر میں نہ ہوتا تو کیا برائی ہوتی، مگر قائل کا مقصود یہ ہے کہ اگر میں نہ ہوتا تو دیکھنا چاہیے کہ میں کیا چیز ہوتا۔ مطلب یہ کہ خدا ہوتا، کیونکہ پہلے مصرع میں بیان ہو چکا ہے کہ اگر

”بالکل نئے طریق سے نیستی کو ہستی پر ترجیح دی ہے اور ایک عجیب توقع پر معدوم محض ہونے کی تمنا کی ہے۔ پہلے مصرع کے معنی تو ظاہر ہیں۔ دوسرے مصرع سے بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ

اگر میں نہ ہوتا تو کیا برائی ہوتی، مگر قائل کا مقصود یہ ہے کہ اگر میں نہ ہوتا تو دیکھنا چاہیے کہ میں کیا چیز ہوتا۔ مطلب یہ کہ خدا ہوتا، کیونکہ پہلے مصرع میں بیان ہو چکا ہے کہ اگر